

از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 11 اگست 1964

مصامت مورتی دوسادین ودیگراں

بنام

سورج دیوسنگھ ودیگراں

(کے سباراؤ اور ایس ایم سیکری جسٹسز)

انڈین لمیٹیشن ایکٹ، 1908 (9 سال 1908)، آرٹیکل 142، 144-دعوائے
بیدخلی--- درخواست گزار کا مالکانہ حق قبول کیا گیا لیکن کرایہ دار کے طور پر قبضے کا دعویٰ کیا
گیا--- چاہے آرٹیکل 142 یا آرٹیکل 144 کا اطلاق ہو۔

ایک M نے منصف کی عدالت میں متعدد افراد کے خلاف استقراریہ دائر کیا، جن میں اپیل
کنندگان بھی شامل تھے، یہ اعلان کرنے کے لئے کہ کچھ زمین مدعی کے بخش مفاد میں ہے،
جو اس کے مقبوضیت اور متصرف میں تھے اور اب بھی ہیں۔ متبادل کے طور پر انہوں نے
درخواست کی کہ اگر مدعی کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 144 کے تحت کارروائی کے لئے بے
دخل سمجھا جائے تو اس کے مالکانہ حق پر شک ہے۔ یہ مقدمہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 144
کے تحت کارروائی کے بعد آیا جس کے نتیجے میں مدعی کے خلاف فیصلہ آیا۔ مدعا علیہان نے
مدعی کے مالکانہ حقوق سے انکار نہیں کیا لیکن اس بات پر زور دیا کہ مدعی نے یہ زمینیں مدعا
علیہان کو 25 سال قبل بٹائی پر کاشت کرنے کے لئے دی تھیں، اور اس کے بعد سے مدعا
علیہان اس پر پر امن قبضہ میں تھے اور ان میں قبضہ کے حقوق بھی حاصل کیے تھے۔ منسیف
نے مدعا علیہان کی درخواستوں کو برقرار رکھتے ہوئے مقدمہ خارج کر دیا۔ مدعی نے اپیل
کی اور اپیلٹ کورٹ کے سامنے پیش کیا، جس کا موقف تھا کہ مدعا علیہان کی ذمہ داری ہے
کہ وہ یہ ثابت کریں کہ وہ زمین کے ریات ہیں اور ان کے پاس ان زمینوں پر قبضے کے
حقوق ہیں اور مدعا علیہان آباد کاری اور قبضے کے بارے میں اپنا کیس ثابت کرنے میں

کامیاب نہیں ہوئے ہیں۔ ہائی کورٹ نے مدعا علیہان کی اپیل پر کہا کہ اس مخصوص کیس کے حقائق اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مدعا علیہان پر یہ ظاہر کرنے کا بوجھ ہے کہ آیا وہ 12 سال یا اس سے زیادہ عرصے سے قبضے میں ہیں یا نہیں، اور اپیل مسترد کر دی۔

خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل پر حکم ہوا:

مقدمے کے حقائق پر آرٹیکل 142 کا اطلاق نہیں بلکہ آرٹیکل 144 پر ہوتا ہے۔ اگر کوئی مدعا علیہ نہ صرف مدعی کے مالکانہ حقوق کا اعتراف کرتا ہے بلکہ یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ اس نے کرایہ دار کی حیثیت سے مدعی سے قبضہ حاصل کیا ہے تو مقدمہ مدعا علیہ کی درخواست پر آگے بڑھنا چاہئے، اور یہ فیصلہ کرنے کے مقصد سے کہ آیا آرٹیکل 142 یا آرٹیکل 144 کا اطلاق ہوتا ہے، یہ فرض کیا جانا چاہئے کہ مدعی کو آرٹیکل 142 کے معنی کے اندر قبضہ ختم نہیں کیا گیا ہے یا اس نے اپنا قبضہ ختم نہیں کیا ہے۔ کیونکہ نہ تو مدعی اور نہ ہی مدعا علیہ قبضہ ختم کرنے کا الزام لگاتا ہے۔ [24E-F]

جلد ہاری بمقابلہ راجندر سنگھ، A.I.R 1958 Pat. 386 کی منظوری دی گئی۔

ایسٹ گوداوری بمقابلہ چاوا گووند راجو کا سرکاری وصول کنندہ، [I.L.R.

I.L.R. (1935) Mad. 953 - اور بہاری لال بمقابلہ سندرداس - (1935)

16 Lah. 442، ممتاز شدہ

کشمیر لکشمین بمقابلہ تنگیر الا وینکٹیشورلو، (1948-49) L.R. 76 I.A. 202

اور سینورتم انر بقابلہ وینکر اچالا گوٹن (1919) L.R 47 I.A (حوالہ دیا گیا)۔

ایبیلیڈ یوانی کا دائرہ اختیار: 1960 کی دیوانی اپیل نمبری 625۔

17 جولائی 1958 کے پٹنہ ہائی کورٹ اپیلٹ ڈگری نمبری 890 سال 1954 سے

خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

بی سی مشرا، اپیل کنندگان کے لیے۔

آروی ایس منی، ای سی اگروال اور پی سی اگروال جو اب دہندگان نمبر 1 (a) سے 1 (k)

اور 1(m) سے 1(r) کی طرف سے۔

عدالت کا فیصلہ سیکری جسٹس نے سنایا

ایک محمد میر خان نے منصف اورنگ آباد کی عدالت میں متعدد افراد کے خلاف ایک مقدمہ دائر کیا جس میں یہ استغراق کیا گیا تھا کہ ضلع گیا کے موزہ گوپال پور میں کھاتہ نمبر 22 کے تحت 8 بیگھہ اراضی مدعی کے مفاد میں ہے، جس پر مقبوضیت اور متصرف تھا، اور اس نے متبادل میں درخواست کی کہ اگر عدالت کی رائے میں مدعی کو مقدمہ سے بے دخل سمجھا جائے۔ اس صورت میں دفعہ 144 (ضابطہ فوجداری) کے تحت مدعی کو مدعا علیہان کی بے دخلی پر اس کے قبضے میں رکھا جاسکتا ہے اور قبضے کی تاریخ سے لے کر وصولی کی تاریخ تک مستقبل کے منافع کا حکم بھی مدعی کے حق میں دیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے عرضی میں الزام عائد کیا کہ مذکورہ رقبہ متدعو یہ مدعی کے قبضے میں تھی اور 9.81 ایکڑ (مذکورہ 8 بیگھہ سمیت) جو کہ انداج یعنی سروے کھیتان میں مدعی کی بکشت اراضی کے طور پر درج ہے۔ اس نے مزید الزام لگایا کہ اس نے 1353 کے مہینے میں دو بیگھہ میں بیج بوئے تھے، جب مدعا علیہان 2، 3 اور 5 نے اس کے قبضے میں مداخلت کی تھی۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 144 کے تحت کارروائی شروع کی گئی جس کے نتیجے میں ان کے خلاف فیصلہ سنایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ دفعہ 144 کی کارروائی میں مذکورہ مدعا علیہان کا یہ دفاع غلط ہے کہ پلاٹ نمبر 587، 832 اور 846 اور 881 کا کچھ حصہ ان کے قبضے میں ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ دفعہ 144 کی کارروائی کے بعد انہوں نے اپنے ہل اور پیل سے کاشت کرنے کے بعد مقدمہ کی زمین میں بیج کی فصل اگائی اور اب بھی قبضے میں ہے لیکن چونکہ دفعہ 144 کی کارروائی میں فیصلے کی وجہ سے مدعی کے مالکانہ حقوق پر بادل چھائے ہوئے تھے، لہذا مدعی عدالت سے تصدیق شدہ زمین پر اپنے مالکانہ حق کا حق دار تھا۔

مذکورہ بالا اقتباس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ریلیف کی شق کے علاوہ مدعی نے اصرار کیا کہ وہ قبضے میں تھا اور اب بھی قبضے میں ہے اور اس کے پاس زمین کا مالکانہ حق اس کے متبادل میں ہے کہ اگر مدعی کو بے دخل سمجھا جائے تو اس نے قبضے کی درخواست کی۔

مدعا علیہان نے اپنے جوابِ دعویٰ میں مدعی کی زمین کے مالکانہ حق سے انکار نہیں کیا لیکن اس بات پر زور دیا کہ "مدعی اپنے گھر کا واحد رکن ہونے کے ناطے کسی نہ کسی خدمت میں باہر رہتا تھا اور اس کے نتیجے میں اس نے کھانا نمبر 22 میں زمین کا پورا علاقہ ان مدعا علیہان کو دے دیا تاکہ وہ 25 سال سے زائد عرصہ قبل بٹائی پر کھیتی کر سکیں۔ اور اس کے بعد سے مدعا علیہان پر امن طریقے سے اس پر قبضہ کر رہے ہیں اور ان میں قبضہ کے حقوق بھی حاصل کر چکے ہیں۔" انہوں نے مزید الزام لگایا کہ وہ مدعی کو باقاعدگی سے فصلیں تقسیم کرتے رہے ہیں لیکن مدعی نے انہیں کبھی کوئی رسید نہیں دی۔

منصف کا کہنا تھا کہ مدعی نے تقریباً 28 سال قبل مدعا علیہان کے ساتھ ان زمینوں کو آباد کیا تھا۔ قبضے کے سوال پر انہوں نے کہا کہ تصفیے کے بعد سے مدعا علیہان زمینوں پر قبضہ اور کاشت کاری کر رہے ہیں، اور تصفیے کے بعد سے مدعی قبضے میں نہیں ہے۔ انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مدعی 12 سال سے زائد عرصے سے قبضے سے باہر ہے اور قبضے کا حقدار نہیں ہے۔ نتیجتاً، انہوں نے قیمت کے ساتھ مقدمہ خارج کر دیا۔ مدعی نے اپیل کی اور اپیلٹ کورٹ میں کامیابی حاصل کی۔ ایڈیشنل سب جج کا خیال تھا کہ 'مدعا علیہان کی ذمہ داری ہے کہ وہ یہ ثابت کریں کہ وہ ان زمینوں کے ریات ہیں اور انہوں نے ان زمینوں پر قبضے کے حقوق حاصل کیے ہیں اور جب تک وہ انہیں ثابت کرنے میں کامیاب نہیں ہوتے، وہ مدعی کے مقدمے کی کامیابی سے مزاحمت نہیں کر سکتے۔' شواہد کا جائزہ لینے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ مدعا علیہان آباد کاری اور قبضے کے بارے میں اپنا کیس ثابت نہیں کر سکے تھے۔

پانچ مدعا علیہان نے ہائی کورٹ میں اپیل کی۔ مدعا علیہان کی جانب سے ہائی کورٹ کے سامنے یہ دلیل دی گئی تھی کہ اپیلٹ کورٹ نے غلط طریقے سے مدعا علیہان پر ذمہ داری ڈال دی، لیکن ہائی کورٹ نے جلدھاری بمقابلہ راجندر سنگھ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس دلیل کو قبول نہیں کیا۔ ہائی کورٹ نے قرار دیا کہ مدعی کا مالکانہ حق مدعا علیہان نے تسلیم کیا ہے اور ان کے 12 سال کے تصفیے اور قبضے کا کیس اپیلٹ کورٹ نے مسترد کر دیا ہے۔ مدعی

نے کبھی یہ الزام نہیں لگایا تھا کہ اسے بے دخل کر دیا گیا تھا۔ فاضل جج نے مزید کہا:

"چونکہ مدعا علیہان کا مقدمہ مسترد ہونے کے بعد سے مدعا علیہان کو کبھی قبضہ نہیں ملا اور مدعی نے کبھی یہ الزام نہیں لگایا کہ اسے بے دخل کر دیا گیا ہے، لہذا یہ واضح ہے کہ ایک بار جب مدعا علیہان کی طرف سے مالکانہ حق قبول کر لیا جاتا ہے، تو استدلال پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مالک مکان مالک قبضے میں ہے اور اگر مالک مکان قبضے میں ہے، موجودہ کیس میں فریقین کے دلائل پر اس حقیقت کا باضابطہ نتیجہ اخذ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ مدعی قبضے میں تھا کیونکہ درخواستوں پر مدعی نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اسے نکال دیا گیا ہے یا بے دخل کر دیا گیا ہے اور مدعا علیہان نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ انہوں نے مدعی کو زبردستی باہر نکالا تھا۔"

آخر میں فاضل جج نے کہا کہ اس کیس کے حقائق اور حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے مدعا علیہان پر یہ ظاہر کرنے کا بوجھ ہے کہ آیا وہ 12 سال یا اس سے زیادہ عرصے سے قبضے میں ہیں یا نہیں۔ نتیجتاً انہوں نے اپیل مسترد کر دی۔ مدعا علیہان نے اس عدالت سے اجازت حاصل کرنے کے بعد، اپیل اب نمٹانے کے لئے ہمارے سامنے ہے۔

درخواست گزاروں کی جانب سے موقف اختیار کیا گیا ہے کہ فاضل جج کی جانب سے پیش کیے گئے فل پنچ کے فیصلے کا غلط فیصلہ کیا گیا اور اس کیس کے حقائق کی بنیاد پر آرٹیکل 144 نہیں بلکہ آرٹیکل 142 نے کیس کو چلایا۔ ہماری رائے ہے کہ فل پنچ کا فیصلہ درست تھا اور آرٹیکل 144 کا اطلاق اس کیس کے حقائق پر ہوتا ہے۔

درخواست گزار کے فاضل وکیل نے زور دے کر کہا کہ درخواست گزار کے وکیل نے درخواست دی کہ درخواست گزار کو فوری طور پر اس کا حق ثابت کرنا ہوگا۔ یہ سچ ہے اور اس تجویز کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ وہ مزید زور دیتے ہیں کہ جہاں مدعی کرایہ داری قبول نہیں کرتا ہے، اگرچہ مدعا علیہ کرایہ داری کا الزام لگاتا ہے، اسے مقدمے کے 12 سال کے اندر قبضہ ظاہر کرنا ہوگا۔ ان کا کہنا ہے کہ مدعا علیہان نے مدعی کے حق مالکانہ کا اعتراف تو کیا ہے لیکن قبضہ نہیں کیا۔ اپنی تجویز کی حمایت میں اپیل کنندہ کے فاضل

وکیل نے پٹنہ کے علاوہ مشرقی گوداوری بمقابلہ چاوا گوند راجو (?) اور بہاری لال بمقابلہ سندرداس کے سرکاری وصول کنندہ پر بھروسہ کیا۔ (2) سابقہ کیس میں، نیلامی کے خریدار کو ایک شخص نے روکا تھا جس نے اسے اپنی آبائی جائیداد قرار دیا تھا۔ نیلامی کرنے والے کا تعاقب کرنے والے نے اعلان اور حکم امتناعی کے لئے مقدمہ دائر کیا۔ حقائق بالکل مختلف ہیں اور چیف جسٹس نے اپنے فیصلے میں جن مقدمات پر بات کی ہے ان میں سے کسی میں بھی مدعا علیہ نے مدعی کے ماتحت ملکیت کا دعویٰ نہیں کیا تھا لیکن اس نے غلط قبضے کے ذریعے حق پر زور دیا تھا۔

بہاری لال بمقابلہ سندرداس (2) میں ہیڈ نوٹ میں بیان کردہ حقائق یہ تھے:

"مدعی نے N.B اور N.D کے خلاف مکان رکھنے کے لئے ایک مقدمہ قائم کیا، جس میں الزام لگایا گیا تھا کہ انہوں نے 1927 میں N.B کو مکان کرایہ پر دیا تھا، جس نے اسے مدعا علیہ N.D کو دے دیا تھا۔ مدعی نے عدالت میں کہا کہ وہ گھر کے مالک ہیں اور انہوں نے دونوں مدعا علیہان کے خلاف کرایہ کی وصولی کے لئے پہلے ہی مقدمہ قائم کیا تھا، لیکن N.D نے جائیداد پر اپنا حق ثابت کیا تھا اور اس کے خلاف مقدمہ خارج کر دیا گیا تھا، لیکن N.B کے خلاف فیصلہ سنایا گیا تھا۔"

ہائی کورٹ نے کہا کہ مدعی نے واضح طور پر اپنے کرایہ دار N.B کے ذریعے مقبوضیت اور بیدخلی بعد میں اس کے ذیلی کرایہ دار N.D کے ذریعے قبضہ کرنے کی درخواست کی تھی، جب اس نے اپنا مالکانہ حق قائم کیا تھا۔

یہ مقدمہ ایک بار پھر مختلف ہے کیونکہ ذیلی کرایہ دار نے واضح طور پر اپنے حق کا دعویٰ کیا تھا اور مدعی کے حق سے انکار کیا تھا۔

اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے ایک اور معاملے کا حوالہ دیا ہے جو کمبھم لکشمین

بمقابلہ تانگیرالا وینکٹیشورلو ہے، جس میں پریوی کنسل نے قانون کی اس نقطہ سے اپنے

پہلے کے زیادہ تر فیصلوں کا جائزہ لیا۔ اس معاملے میں، ایک نابالغ انعامدار کے مالک نے

کرایہ داروں کو بیدخل کرنے کے لئے مقدمہ دائر کیا، اور پریوی کونسل نے کہا کہ یہ ذمہ داری مدعی پر ہے کہ وہ یہ ثابت کر کے حق حاصل کرے کہ گرانٹ میں میلوارام اور کڈیوارم دونوں کے مفادات شامل ہیں، یا کرایہ داروں یا ان کے پیشروؤں کو انعامدار نے ایک طویل لیز کے تحت قبضہ میں چھوڑ دیا تھا۔ جن معاملوں کا حوالہ دیا گیا ہے ان میں سے ایک سٹیورٹم ایر بمقابلہ وینکچلا گونڈن ہے۔ (2) اور اس کے حوالے سے بورڈ نے صفحہ 224 پر درج ذیل مشاہدہ کیا:

مذکورہ معاملے میں یا تو یہ تسلیم کیا گیا تھا یا اس حقیقت کے طور پر پایا گیا تھا کہ کرایہ داروں کو مالک مکان نے اپنے قبضے میں چھوڑ دیا تھا جو مطلق مالک تھا۔ جب کرایہ دار ایسے حالات میں رہائش کے حقوق کا دعویٰ کرتا ہے تو نینا پلائی مارکیار بمقابلہ رام ناتھن چیٹیا ریمیں، (2) نے یہ اصول مقرر کیا کہ بوجھ اس پر ہوگا کہ وہ یہ ثابت کرے کہ اس کے پاس یہ حقوق ہیں۔

"

کیا موقف وہی ہے جب مدعی کرایہ داری قبول نہیں کرتا لیکن مدعا علیہ کرایہ داری کا الزام لگاتا ہے لیکن مستقل نوعیت کا ہے؟ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اگر کوئی مدعا علیہ نہ صرف مدعی کے مالکانہ حق کو تسلیم کرتا ہے بلکہ یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ اس نے کرایہ داری کی حیثیت سے مدعی سے قبضہ حاصل کیا ہے تو مقدمہ مدعا علیہ کی درخواست پر آگے بڑھنا چاہئے، اور یہ فیصلہ کرنے کے مقصد سے کہ آیا آرٹیکل 142 یا آرٹیکل 144 کا اطلاق ہوتا ہے، یہ فرض کیا جانا چاہئے کہ مدعی کو آرٹیکل 142 کے معنی میں قبضہ ختم نہیں کیا گیا ہے یا اس نے اپنا قبضہ ختم نہیں کیا ہے۔ کیونکہ نہ تو مدعی اور نہ ہی مدعا علیہ قبضہ ختم کرنے کا الزام لگاتا ہے۔

مجموعی طور پر اس بات کو بیان کرتے ہوئے، یہ واضح ہے کہ مدعی نے کبھی بھی قبضہ یا بیدخلی سے باہر ہونے کا الزام نہیں لگایا۔ انہوں نے مقدمہ کی زمین کی ملکیت کا دعویٰ کیا اور دعویٰ کیا کہ ان کے قبضے میں ہے۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 144 کی کارروائی نے ان کے

مالکانہ حق پر شک پیدا کیا تھا اور اسی کے مطابق انہوں نے دعویٰ استقراریہ کے لئے مقدمہ دائر کیا تھا۔ یہ سچ ہے کہ متبادل میں انہوں نے قبضہ اور منافع کے حکم کے لئے استدعا کی۔ وہ اس متبادل استدعا میں بھی محتاط رہے کہ انہیں صرف دفعہ 144 کی کارروائی کے ذریعے بے دخل سمجھا جاسکتا ہے۔ مدعا علیہان نے مقدمہ کی زمین پر مدعی کے مالکانہ حق سے انکار نہیں کیا لیکن اس بات پر زور دیا کہ انہوں نے تصفیہ کر لیا ہے اور قبضہ کے حقوق حاصل کر لیے ہیں۔ ان حقائق پر ہمیں ایسا لگتا ہے کہ آرٹیکل 142 کا اطلاق آرٹیکل 142 نہیں بلکہ آرٹیکل 144 پر ہوتا ہے۔

نتیجاً، ہائی کورٹ سے اتفاق کرتے ہوئے، ہم کہتے ہیں کہ مقدمے پر پابندی نہیں تھی۔ اس کے مطابق، اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے، لیکن چونکہ نیچے عدالتوں کی طرف سے ایسا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ مدعی قبضے میں ہے، لہذا ڈگری میں ترمیم کی جائے گی اور تنازعہ میں زمین کے قبضے کے ڈگری تک محدود کیا جائے گا۔

کیس کے حالات میں فریقین اس عدالت میں اپنے اخراجات خود برداشت کریں گے۔ حد بندی کے سوال پر ہمارے فیصلے کے پیش نظر، مدعا علیہان کے فاضل وکیل کی طرف سے اٹھائے گئے اپیل کو کم کرنے کے نقطہ نظر سے نمٹنا ضروری نہیں ہے۔

اپیل کنندگان عدالت کی فیس ادا کریں گے، جو ان کی طرف سے ادا ہونی تھی اگر انہیں مفلسی کے طور پر اپیل کرنے کی اجازت نہیں دی گئی ہوتی۔

اپیل مسترد کر دی گئی اور ڈگری میں ترمیم کر دی گئی۔